© rasailojaraid.com

خواندگان ذی وقار جب آپ یہ سطور پڑھ رہے ہوں گے' اُس وقت قوم یومِ آزادی کے ''ہلے گُلے'' سے فارغ ہو کر ستار ہی ہو گی۔ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ شاید ہم آزاد ہو چکے ہیں' لیکن یہ بھولی بھالی قوم نہیں جانتی کہ پہلے تو یہ غیروں کی غلام تھی' مگر اب تو یہ غلاموں کی غلامی میں زندگی گزار رہی ہے' لیکن پھر بھی آفرین ہے اس قوم پر غلامی در غلامی کے باوجود جشن آزادی منانے میں بڑی پُر جوش ہے اور ہر وہ کام خوشی کے نام پر کرتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی کا سبب بنے اور جس سے شرم' حیاء' غیرت اور اخلاقیات کا جنازہ نکل جائے اور تو اور یہ قوم تو یوم یکجہتی کشمیر بھی انڈین فلمیں دیکھ کر گزار دیتی ہے۔

یوم آزادی کے نام پر خرافات کا ارتکاب کرنے والے منچلو! ذرا سوچو تو کیا آپ واقعی آزاد ہو چکے ہیں جو اس قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے آپے سے باہر ہو رہے ہو۔ کیا وطن عزیز میں مساجد' دینی مراکز' آئین' قانون' پارلیمنٹ' عدلیہ' فوج آزاد ہیں۔ کسی ایک ادارے یا محکمے کا نام ہی تو یاد کرو جو حقیقی معنوں میں آزاد ہو۔ کیا وطن عزیز میں ہم اندرونی طور پر آزاد اور خود مختار ہیں؟ کیا ہماری داخلہ پالیسی' (خارجہ کی تو بات ہی چھوڑیے کہ وہ تو کب کی ہم غیروں کے ہاتھ چندٹکوں اور عارضی چودھراہٹ اور حکمرانی کے لیے گروی رکھ چکے ہیں۔) داخلہ پالیسی بھی ہم اپنی ضرورتوں کے مطابق اپنی مرضی سے نہیں بنا سکتے۔ فوج کی سیاست میں دخل اندازی سے لے کر انتخابی فہرستوں میں ووٹوں کے اندراج تک ہر کام' ہر معاملے میں اپنے غیر ملکی آقاؤں کی ڈکٹیشن کو نہ صرف قبول کرنا پڑتا ہے بلکہ ان امور کو سرانجام دینے اور ان کے خدوخال سنوارنے کے لیے ہم ان کی مرضی' منشاء اور اشارہ ابرو کے منتظر رہتے ہیں کہ کب کیا حکم صادر ہو جائے۔ آپ دور نہیں جائیے' ابھی گذشتہ دنوں حالات پر نظر ڈالیے تو ہمارے حکمران نما غلام ارضِ وطن میں اپنی من مانیوں کے لیے ایمرجنسی کے نفاذ پر نہ صرف غور کر رہے تھے بلکہ بعض اطلاعات کے مطابق فیصلہ کر چکے تھے' لیکن رات کے پچھلے پہر (پتہ نہیں جنرل صاحب کو رات کے پچھلے پہر ہی فون کیوں آتے ہیں) آقاؤں کی ایک ملازمہ کی ٹیلی فون کال پر سب کچھ دھرے کا دھرا رہ گیا اور کیے کرائے پر پانی پھر گیا۔ کیا آزاد قوموں کا شعار یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے گھر کی چار دیواری میں بھی اپنی مرضی نہیں کر سکتیں تو کیا ہم آزاد ہیں کہ آزادی کے نام پر دن موسوم کر کے جشن منائیں اور ہر وہ کام کریں جو دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی کا سبب بنے۔

یومِ آزادی کی مناسبت سے لہو ولعب کا شغل کرنے والو! ذرا غور کرو کیا ہمارے ملک کی فضائیں آزاد ہیں جو ہم اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ترنگ سے آزادی کے نام پر جشن منائیں اور اپنی آوارگی کو سند جواز مہیا کریں۔ دوست نما دشمن جب چاہتا ہے ہماری فضاؤں میں ہمیں نشانہ بناتا ہے' ہمارے اپنے گھر میں ہمیں خاک وخون میں تڑپا دیتا ہے۔ ہماری اپنی زمینوں پر بلاوجہ ہمیں جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ لیکن ہم اُس کا نام تک لینا اپنی جان کے لیے خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ ابھی گذشتہ دِنوں قومی اسمبلی میں خارجہ پالیسی پر بحث کے دوران سیکرٹری دفاع نے کچھ بظاہر حقائق کے نام پر کچھ سخت سست باتیں کہہ دیں تو حکومتی ترجمان یہ وضاحتیں پیش کرتے کرتے ہلکان ہو رہے ہیں کہ یہ ان کا ذاتی موقف ہے' سرکاری پالیسی نہیں۔ حالانکہ یہ کوئی ضمیر کی آواز نہ تھی جو انہوں نے یا دیگر حکومتی اراکین نے قومی اسمبلی کے فورم پر خارجہ پالیسی کی آڑ میں بلند کی بلکہ یہ تو غلاموں کی غلامی کا اظہار اور غلامی پر مہر تصدیق کروانے کی ایک شعوری کوشش تھی کیونکہ اس کے بعد پرویز مشرف صاحب ملک میں ایمرجنسی نافذ کرنے والے تھے۔ اس لیے اپنے آقاؤں کو یہ باور کروانا مقصود تھا کہ اپوزیشن کے ساتھ ساتھ حکومتی اراکین بھی باغی ہو چکے تھے اور ''صاحب بہادر'' کی رِٹ کو چیلنج کر رہے تھے۔ اس لیے آپ کے اس غلام کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ اس لیے میں نے آپ کے مفادات کے تحفظ اور آپ کے مخالفین کی زبان پر قابو پانے کے لیے ہی یہ ایمرجنسی کا پُر خار راستہ اختیار کیا ہے۔ لیکن

بسا آرزو کہ خاک شُد

یومِ آزادی کے نام پر فضول خرچی کے مرتکب نونہالو! ذرا فکر کرو کہ تم کس آزادی کا جشن منا رہے ہو۔ کیا آپ کا ایک ایک بال غیر ملکی قرضوں میں جکڑا ہوا نہیں ہے اور کیا ہر حکمران نے آپ کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر کے مال نہیں کمایا اور یہ قوموں کی فروخت کی پاکستان سے بڑی منڈی شاید دنیا کے کسی خطے میں نہ ہو۔ آپ گلی محلے سے شروع ہو جائیں تو لوگ آپ کو اپنے معمولی' وقتی اور عارضی مفادات کے لیے برادریاں' پڑوسی' محلے دار فروخت کرتے نظر آئیں گے۔ جو لوگ بدقسمتی سے حالات کی ستم ظریفی کی وجہ سے کسی جماعت یا گروہ کے سربراہ بن بیٹھے ہیں' وہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے پوری کی پوری جماعت کی قوت' عزت نفس کو اپنے سے بڑے کسی تاجر کی آڑھت پر فروخت کر دیتے ہیں۔ یہ سلسلہ ملک کے حکمرانوں تک بقدر جُثہ پہنچتا ہے اور صدر مملکت بڑے فخر سے اس سودے کو اپنی کلغی کا تمغہ بناتا ہے اور قوم کو بتاتے ہوئے ذرا بھر شرم کا احساس بھی نہیں کرتا ہے کہ ہم نے اتنے کروڑوں میں اتنے بندے اپنے سے بڑے تاجروں کو فروخت کر دیئے۔

اس لیے میں نے عرض کیا کہ ہم غلام در غلام ہیں۔ میری قوم کے غیورو! کیا اس غلامی کا جشن مناتے ہو۔ چلو اگر مان بھی لیں کہ ہم آزاد ہو چکے ہیں تو بھی اس یومِ آزادی کے موقع پر فضولیات' لہو ولعب اور ملے گُلے کی صاحب دِل لوگوں کے ہاں تو گنجائش نہیں۔ کیا یہ وہی یومِ آزادی تو نہیں جس کے موقع پر مسلمان نوجوانوں کو تہہ تیغ کیا گیا۔ مسلمان عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کے ساتھ ساتھ ان سے وہ انسانیت سوز سلوک کیا گیا کہ شیطنت بھی شرما گئی۔ کیا اسی آزادی کے موقع پر مسلمانوں کے معصوم اور شیر خوار بچوں کو نیزوں کی انیوں پر نہیں اچھالا گیا؟ جشن آزادی برپا کرنے والو! تمہیں اس آزادی کے موقع پر مسجدوں کا اصطبلوں اور شراب خانوں میں تبدیل ہو جانا یاد کیوں نہیں آتا' اس آزادی کے موقع پر قرآن کی بے حرمتی تڑپا کیوں نہیں دیتی؟ اسی آزادی کے موقع پر لٹے پٹے قافلے تمہیں نظر کیوں نہیں آتے؟ اسی آزادی کے موقع پر لاشوں کے ڈھیر تمھارے ضمیر کو جھجوڑنے کا کام کیوں نہیں دیتے؟ اسی آزادی کے موقع پر ندی نالوں کی شکل میں بہنے والا مسلمانوں کا

باقی صفحہ 37 پر

© rasailojaraid.com